قبائلی علاقوں پر امریکی حملے اور پاکستانی حکمران

سید یونس الحسنی

باراک اوباما کے امریکی صدر منتخب ہونے پہلے ہی پاکستانی حکمرانوں نے اُن سے خوش کن توقعات وابستہ کر لی تھیں، لیکن اوباما کے صدارتی حلف اٹھانے کے تین روز بعد امریکی فورسز نے پاکستان کے قبائلی علاقوں پر میزائل برسانے شروع کر دیئے۔ یہ میزائل حملہ اوباما کے اقتدار کا پہلا تحفہ ہے۔ حالیہ حملے نے ثابت کر دیا ہے کہ اوباما اپنے پیش روبش کی پالیسیوں کو جاری رکھیں گے۔ بالکل اسی طرح جیسے صدرِ پاکستان آصف علی زرداری اپنے پیشرو پرویز مشرف کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں اور وہی روایتی احتجاجی بیانات کا سلسلہ جاری ہے کہ امریکہ پاکستان پر میزائل حملے بند کرے۔ ہم یہ مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

امریکہ کی طرف سے پاکستان پر یہ الزام چسپاں کیا جاتا ہے کہ افغان گوریلے پاکستان کے انتہائی زگ زیگ پہاڑی علاقوں سے افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی اور امریکی افواج پر حملہ کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ انھیں روکنے کے لیے میزائل حملے اشد ضروری ہیں۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے احتجاج پر امریکی کمانڈروں نے صاف صاف واضح کر دیا کہ حکومتِ پاکستان نے خفیہ اجازت دے رکھی ہے۔ پوچھا گیا کس نے دی، کہا گیا آپ کے ہمہ مقتدر اور ہمارے اوپن ایجنٹ پرویز مشرف نے دی۔ جنرل پرویز کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا جا سکتا ہے:

''تُرا اے کاش کہ مادر نہ زادے''

(اے کاش تجھے ماں نے جنم نہ دیا ہوتا)

اِدھر ہماری حکومت کی حالت دیدنی ہے۔ جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ جنرل پرویز اتنا بڑا غدارِ وطن اور حکومت نے نہ صرف وقار و افتخار سے اُسے ملک میں رہنے اور ملک سے باہر جانے آنے کی مکمل آزادی دے رکھی ہے، بلکہ وی آئی پی پروٹوکول کے ساتھ مکمل تحفظ بھی فراہم کر رکھا ہے۔ اس نے تو ''جعفر از بنگال و صادق از دکن'' کو بھی مات دی بلکہ شہ مات دے دی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے دشمنِ وطن کو سرعام سولی پر لٹکا دیا جاتا، آتے جاتے لوگ دیکھتے، اُن میں جذبۂ حبِ وطن دو چند ہو جاتا۔ انھیں یقین کامل حاصل ہوتا کہ قومیں اپنے غداروں، غیر ملکی ایجنٹوں کو یوں سزا دیتی ہیں نہ کہ حفاظت

میں رکھتی ہیں۔

نظر بہ ظاہر پاکستان امریکہ کا قریبی دوست اتحادی ہے۔ اس نے فرنٹ لائن سٹیٹ بن کر امریکی نام نہاد وار آن ٹیرر اپنے سر لے لی، اپنے ہی لوگوں کا زبردست قتلِ عام شروع کر دیا۔ یہ نامعقول سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نہ معلوم کب تک رہے گا۔ تاہم امریکہ نے پاکستان کو وہ اہمیت، عزت اور وقعت کبھی نہیں دی جو اس قماش کے ممالک کا حق ہوتا ہے۔ دیتا بھی کیوں؟ اُس کا تعلق پاکستانی عوام سے تو کبھی نہیں رہا، اُس کا رابطہ اپنے سب سے بڑے مہرے جنرل پرویز کے ساتھ رہا، اب موجودہ مقتدرین کے ذریعے اُس کی حفاظت کی جارہی ہے۔ افغانستان میں نیٹو سپلائیز کا اسی فیصد حصہ طورخم سے ہو کر گزرتا ہے۔ اُسے تحفظ دینے کے لیے رحمٰن ملک نامی سیکرٹ ایجنٹ اپنوں کے خونِ بے گناہی سے ہولی کھیل رہا ہے۔ آصف علی زرداری نے اُسے اس کام کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ گرگِ باراں دیدہ بش کا حکم جو ہوا اور ہم ٹھہرے صرف تابع مہمل۔ کچھ کر سکیں، کہہ سکیں، سن سکیں اپنی مرضی سے بھلا ہماری کیا مجال؟ ہم اپنے نہ پرائے، بس اُنہی کے ہو کے رہیں مگر وہ کسی کے نہیں اپنے مفادات کے سوا۔ انھیں کچھ سروکار نہیں، کوئی مرے یا جئے، بس وہ خود ہی جینا اور سب کو مارنا چاہتے ہیں۔ دوست کے لیے صرف یہ اعزاز ''ہت تیری دوستی کی ایسی تیسی''۔ ساتھ یہ سندیسہ، تو ہمارا دوست ہے، بس اسی پر قانع رہ۔ آگے کچھ نہیں، زبان اور کان بند رکھ، ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے، سانس لو نہ ڈکار۔ تم تو دوست ہو، وہ شامی، ایرانی دشمن، بدمعاش کہیں کا، کہتا ہے ہم پر حملہ نہ کرنا، یہ بھی کوئی بات ہے کرنے والی، ہم کیوں سنیں اور مانیں اُس کی۔ اور......اور......اور تم تو دوست ہونا! تمہارے ساتھ ہم جو سلوک چاہیں کریں روا ہے۔ بھول کر بھی افغان صدر سے وضاحت طلب نہ کرنا کہ تمہارے علاقے سے ہماری سرزمین پر میزائل کیوں برستے ہیں، اپنی زمین ہمارے خلاف استعمال نہ ہونے دو۔ ایک آواز آئی کہ اسلامی شدت و دہشت پسندوں کو مارنا ضروری ہے۔ اُدھر سے تم، اِدھر سے ہم۔ سمجھے، اور یاد رکھو تمہارا مفاد پرست دوست ریاست ہائے متحدہ امریکہ دلیر ہے اور تم بزدل، کہ زبانی احتجاج کرتے رہتے ہو، کرتے کچھ نہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہو، تم دوست جو ہوئے:

''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو''

آہ رے پاکستان، واہ رے امریکہ، مثالی دوستی ہے دونوں کی، جو اس دلدل میں پھنسا کہیں کا نہیں رہا، تو کس جوگا ہے؟ بس حملے سہتا رہے، زبان چلاتا رہے اور دم مارے نہ دم ہلائے۔ یہی ہے تیری اوقات۔ اور سنو پرویز مشرف کو چھیڑنا مت، ورنہ ناراض ہو جائیں گے ہم احتجاج بھی مت کرنا، فاٹا میں ہمارے طرزِ عمل پر۔ یہ بالکل غلط ہوگا اور تم تو دوست ہونا! اور لائن کٹ گئی۔